چم کو فوج سے بالکل بے تعلق کر دیا گیا تھا۔ البتہ وہ قلیل سی تعداد میں فوجی کالجوں میں کام کرتے تھے جن کا ہوائی افواج سے تعلق نہ تھا۔ بایں ہمہ مسلمانوں کی یک جہتی نے اُن کو ایک ایسی طاقت بنا دیا تھا کہ ویت نامی اُن کو ایک مقام دیتے تھے۔ ہند چینی میں اگر دُنیا کی بڑی قوتیں مداخلت نہ کرتیں تو آج وہاں کے مسلمان ایک منظم قوت ہوتے۔

جنوبی ویت نام پر کمیونسٹوں کا قبضہ

جب ۳۰ اپریل ۱۹۷۵ء کو کمیونسٹوں نے جنوبی ویت نام پر قبضہ کیا تو ہزاروں ویت نامی دوسرے ملکوں کو بھاگ گئے تاکہ کمیونسٹ وبال سے بچ سکیں۔ آزاد زندگی گزار سکیں۔ انہوں نے ۱۹۶۸ء میں کمیونسٹوں کا دعوتِ قمر کے دن مظاہرہ دیکھا تھا۔ کمیونسٹوں نے اپنے بدلے چکانے کے لیے بیس دن ھُوِ پر قبضہ رکھا اور ہزاروں بے گناہ سرکاری ملازموں کا قتلِ عام کر کے قبریں پاٹ دیں۔

۱۹۷۵ء میں جب اُن کی مکمل فتح ہو گئی تو اُنہوں نے زیادہ سنگین حربے استعمال کیے۔ بہتر بہت بڑے قید خانے تمام ملک میں بنائے گئے۔ اُن کو مرکزِ اصلاحِ معاشرہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ یہ مراکزِ اصلاح اُن لوگوں کے لیے بنائے گئے تھے جو پچھلی حکومت کے سول اور فوجی حکام تھے اور جنہوں نے بڑے شہروں سے لے کر چھوٹے گاؤں تک کام کیا تھا۔ ان میں پروفیسر، مصنف اور بہت سے دوسرے وہ لوگ تھے جنہیں کمیونسٹ ان جیلوں کے قابل تصور کرتے تھے۔ ان میں بہت سے اس اصلاح کے عمل میں ختم ہو گئے اور جن کی جان بچ گئی۔ وہ اُس وقت رہا گئے جب کمیونسٹوں نے یہ یقین کر لیا کہ یہ اب تین چار روز سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ ایسے لوگ کم سے کم اس سے تو محروم نہ رہے کہ اُن کے کنبے اُن کی تجہیز و تکفین کر سکیں۔ مسلمان اور غیر مسلم دونوں پر یہ آفت ٹوٹی اور آج تک دونوں اس تباہی کا کمیونسٹوں کے ہاتھوں شکار ہیں۔

کچھ مشہور مسلمان، مثلاً دومحمد (عبدالرحمٰن بن عیسٰی)، اور اُس کا بھائی دورحیم (عبدالرحیم بن عیسٰی) دونوں پچھلی حکومت میں اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز تھے اور شیخ توکنگ سُتوان (عبدالکریم)، کو ہنائے (HANOI) لے جایا گیا۔ بعد میں اُن کا کوئی پتہ نہ چلا۔ ہزاروں دوسرے مسلمانوں کو ان اصلاحی جیلوں میں ڈال دیا گیا۔ جن قید خانوں سے وہ کبھی نہ نکل سکے۔ وہ مسلمان جنہوں نے ہوچی منہ (HO CHI MINH) مشہور کمیونسٹ کی تصویر لگانے سے انکار

کیا تو اُن کو گرفتار کر لیا گیا۔ کمیونسٹوں نے مسجدیں اور مسلمانوں کے دینی مدرسے ورزش خانوں میں بدل دیئے یا اُن میں سرکاری ایجنسیاں قائم کر دیں اور لوگوں کی خاص اور عام میٹنگ کی جگہیں بنا دیا گیا۔ الجامی مسجد جو ویت نام کی سب سے بڑی مسجد ہے، اُس میں مسلم سفارت کار نماز ادا کرتے تھے۔ ان سفارت کاروں نے وعدہ کیا کہ وہ ویت نام حکومت سے سارے مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت حاصل کر دیں گے۔ انہوں نے ہنائے (HANOI) میں ایسا ہی کیا تھا، جب حکومت نے بڑی مسجد کو ایک فیکٹری بنا دیا تھا۔ بقول احمد خان سفیرِ پاکستان وہ مسجد اس وقت واپس مل گئی تھی جب وہ سیگاوٗں (SAIGON) میں ویت نام اور کمپوچیا کے درمیان جنگ دیکھنے گئے تھے۔

لیکن کمیونسٹ افسران اب بھی مسلمانوں کو نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے اُن کو پولیس سے اجازت نامہ حاصل کرنا پڑتا ہے اور مسجد کی انتظامیہ کو ایک فہرست نمازیوں کی مہیا کرنی پڑتی ہے، تب کہیں جماعت سے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ یہی عمل ہر ہفتے کرنا پڑتا ہے۔

کمیونسٹ اب تقریباً پانچ سال سے ویت نام پر حکومت کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی غربت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ بعض لوگوں کو کفن تک نصیب نہیں ہوتا۔ پچھلی بقر عید کو امام محمد داوٗد خطبہ پڑھتے ہوئے مسجد کے ممبر سے گر پڑے اور وفات پا گئے۔ یہ واقعہ سیگاوٗں (SAIGN) میں کنگلی اسٹریٹ پر ہوا۔ لوگوں کو کوئی ایسی چیز میسر نہ آسکی جس میں انہیں دفن کر سکیں۔ بوڑھے باپ اپنے کنبوں کا پیٹ پالنے کے لیے مجبور ہیں کہ وہ اپنی جائدادیں اور زمینیں بیچ دیں، بشرطیکہ وہ باقی ہوں۔

متحدہ محاذ (FURLO) باوجود اس کے کہ ویت نامی مدت سے چمپا کی سرزمین پر پورا کنٹرول حاصل کر چکے ہیں۔ مسلمان اب بھی اس بات کے متوقع ہیں کہ شاید وہ دوبارہ اپنی زمینوں پر قابض ہو سکیں اور اُن کو حقِ زمینداری مل جائے۔ اس لیے ہند چینی میں بہت سے چم گروپ ایک دوسرے سے رابطہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ۱۹۶۵ء میں چم طاقت جنوبی ویت نام میں فروغ پانے لگی اور اپنی متوازی جماعتوں سے کہ جن جن سے رابطہ رکھا۔ یہ دونوں گروپ

یکجا ہو گئے۔ اور انہوں نے ۱۹۶۰ء میں متحدہ محاذ (FURLO) تشکیل دیا۔ یہ تنظیم تین گروہوں پر مشتمل ہے:

۱۔ چم کے مسلمان جو ہند چین کے پرانے باشندے ہیں۔

۲۔ غیر مسلم جو ویت نام کے غیر مشروط علاقہ چیپا میں رہتے ہیں۔

۳۔ کھمر کروم (کمبوڈین) کوچن چین کے بدھ۔

تقریباً تین سال میں تنظیم فوجی طرز کی تنظیم ہو گئی ہے اور خاصی تعداد میں غیر مسلم سپاہی اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ مثلاً عیسائی اور بودھ، اور وہ لوگ جو ہندوستانی دیوتا برہما کی پرستش کرتے تھے۔

اس وقت سے فرلو (FURLO)، ویت نام کی آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے۔ اس وجہ سے ویت نام اور ویت کانگ نے اس کی تباہی کی سازش کی اور ۱۹۶۳ء میں ایک ایسا معاہدہ کھڑا کیا گیا جس نے فرلو (FURLO) کے لیڈروں اور رائے عام میں ایک خلیج افتراق پیدا کر دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرلو (FURLO) آزاد علاقوں میں ختم ہو گئی۔ اور اس کے مسلح سپاہی اور کمانڈر گرفتار ہونے لگے اور ان کو نوم پین (PHNOM PENH) میں مقید کر دیا گیا، جہاں کمانڈر کو کمیونسٹوں پر قبضہ ہو جانے تک رکھا گیا۔ تا آنکہ اس نے سفارت خانہ فرانس میں پناہ لی۔ لیکن وہ مہاجر جو اس وقت سفارت خانے میں موجود تھے، بیان کرتے ہیں کہ اس کو کمیونسٹ سفارت خانے میں سے گرفتار کر کے لے گئے۔ جب سے وہ لاپتہ ہے۔ اس کا لیفٹیننٹ پیرس میں قتل کر دیا گیا۔ لوگوں کے دلوں میں شکوک بڑھتے گئے اور تحریک آزادی جو فرلو (FURLO) نے قائم کی تھی، رفتہ رفتہ لوگوں کی حمایت سے محروم ہو گئی۔

ہند چین کے لوگ آج کمیونسٹوں کے خلاف یا تو لڑ رہے ہیں، یا ویت نام چھوڑ کر بطور تارکین وطن یورپ یا امریکہ کا رخ کر رہے ہیں۔ جب وہ تھائی یا جنوبی جزائر کے کیمپوں میں پہنچے تو اُن کو صرف عیسائی مشنری، عیسائی ملکوں کے نمائندوں کی حیثیت سے ملے تو گروپ اُن کے لیے کھانا اور کپڑے لائے تھے۔ تاکہ اُن کی زندگی بچا سکیں اور اُن کو قحط سالی اور بیماری سے محفوظ رکھ سکیں۔ یہ لوگ اُن کو اپنے گھروں میں بھائی کی طرح لے گئے اور اُن سے انسانیت کا

برتاؤ کیا اور انہوں نے نسلی امتیاز کا کوئی خیال نہ کیا۔ جو لوگ امریکہ اور یورپ میں عیسائی گھروں میں بسائے گئے تھے، عیسائی مدرسوں میں تعلیم پانے لگے اور عیسائی عبادت خانوں میں اتوار کے روز جانے لگے۔ اب اللہ ہی اس بات کو صحیح طور پر جانتا ہے کہ تارکِ وطن مسلمان جن کو اللہ تعالیٰ نے بظاہر یہ آسان حالات مہیا کر دیئے ہیں، فی الحقیقت تکلیف میں ہیں یا اپنے جذبات کو مجروح ہونے سے بچانے کے لیے وہ کبھی سرے سے صورتِ حالات پر غور ہی نہیں کرتے۔ سوال یہ ہے کہ مغرب میں کیوں صرف عیسائی تنظیمیں ہی مسلمانوں کی مدد کر رہی ہیں اور مسلمان کیوں سو رہے ہیں؟ مغربی عیسائیوں کی ہمدردی ایک چال ہے جس میں پھانس کر وہ ہند چینی کے تارکِ وطن مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے ہیں۔ ایک مسلم ملک کی حیثیت سے ملیشیا نے ان مسلمانوں کی کھلے دل سے مدد کی، اللہ انہیں ضرور اس کی جزا دے گا۔ لیکن اس کے باوجود ملیشیا میں پناہ لینے والے بعض مسلمان امریکہ یا یورپ جانے کو فوقیت دیتے ہیں۔ کیا وہ بھی اسی چال میں پھنس رہے ہیں جس میں اُن کے بھائی اُن سے پہلے پھنس چکے ہیں۔

کمیونسٹ (جو خود بدترین غلامی اور آمریت کی بلا زیر اقتدار آبادیوں پر ٹھونستے ہیں) اُن ممالک کے بارے میں جن پر ابھی تک ان کی حکومت نہیں، آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں[1]۔ اس طرح وہ بہت سے مسلمان اور غیر مسلم ملکوں میں دخل اندازی سے کام لے رہے ہیں۔ اُن کی پالیسیوں کے مطابق وہاں اُن کے آلۂ کار کام کو آگے بڑھانے کے لیے موجود ہیں۔

قرآن پاک میں کہا گیا ہے کہ:۔

"اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اُس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں"۔

"اور اُن سے اُس وقت تک لڑو جب تک حق کی فتح نہ ہو"۔

حضور اکرم محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:۔

"مشرکین کے خلاف اپنی دولت، اپنی جان اور اپنی زبان سے جہاد کرو"۔

---

[1] تاکہ اُن کے آزاد ہونے کے بعد کمیونسٹ اپنی غلامی کا جوا اُن کے کندھوں پر رکھنے کے لیے کھلا موقع پائیں۔ (مترجم)

"مسلمانوں کی تنظیم اس عمارت کی سی ہے جس کا ہر حصہ ایک دوسرے کا سہارا ہو"۔

پھر بھی بہت سے مسلمان کہتے ہیں:-

"جب ہم کو یہ معلوم ہے کہ بین الاقوامی قانون ایک ملک کی مداخلت کی دوسرے ملک میں اجازت نہیں دیتے تو ہم کو ان قوانین کی پابندی کرنا چاہیے تاکہ دنیا میں امن قائم رہے"۔

یہ ایک بات ہے جس سے کمیونسٹ دنیا میں بہت سے آزاد ملکوں میں گھس کر ان پر حکومت کرنے کے لیے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس میں ان کو بہت کامیابی ہوتی ہے، کیونکہ ان کے مخالف کمزور ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ ہند چینی کے مسلمانوں کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے مسلمان پریشان خاطر نہیں ہوں گے[1]۔ ان کو شعور ہے کہ اسلامی قوانین ہی دنیا میں امن قائم کر سکتے ہیں۔

---

[1] فی الحقیقت تاریخ کا یہ دور مسلمانوں کے متحرک ہونے اور ان کے خلاف ظلم و جارحیت کا دور ہے۔ ایسے دور جب بھی آتے ہیں تو ان کے بعد لیکا یک پانسہ پلٹتا ہے۔ خدا کا قانون واضح ہے کہ تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔ یقیناً مسلمانوں میں اپنی کمزوریاں دور کرنے، متحد ہونے اور اسلام کا رشتہ تھامنے کا ولولہ بڑھے گا۔

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گذارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں ان کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔

(ادارہ)

رسائل و مسائل

امام خمینی کی کتاب

سوال:- امام خمینی کی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ کا ترجمہ سید اسعد گیلانی (جو آپ کے معروف لیڈر ہیں) اور محمد نصر اللہ خان خازن مجددی (جن کو میں نہیں جانتا) کے قلم سے سامنے آیا ہے۔
اس کتاب کا ایک اعلان کردہ مرکزِ فروخت مکتبہ المنار منصورہ بھی ہے۔

اعتراض نہیں کہ ایران کے انقلاب کو سمجھنے کے لیے ایسی کتابیں شائع ہوں۔ میری الجھن یہ ہے کہ اس میں جو تمہیدی اور تعارفی مضامین مرتب صاحبان نے لکھے ہیں، اُن کی کئی باتیں سمجھ میں نہیں آئیں۔

سوال لکھنے بیٹھا تو ایک اور خیال آیا کہ کیا یہ کام جماعت اسلامی کی طرف سے ہوا ہے اور جو خیال اس میں بیان کیے گئے ہیں کیا وہ جماعتی پالیسی کے آئینہ دار ہیں؟ اگر ایسا ہے تو جماعت کی پالیسی دربارۂ انقلابِ ایران ہے کیا؟ کیا آپ لوگ ایرانی انقلاب کی بنیادوں سے لے کر منڈیروں تک سارے حالات و واقعات سے مطمئن ہیں؟ معاف کیجیے گا، مجھ جیسا ایک نوگرفتار حامیٔ جماعت خاصا چکرا گیا ہے۔

آپ لوگوں کا زیادہ وقت صرف نہیں ہونا چاہیے، اس وجہ سے چند مختصر عبارتیں نکالی ہیں۔

اور ـــ (امام خمینی) ـــ "شیعہ و سنی کے نظری اور فکری اختلافِ مسلک سے بالاتر نقطۂ نظر رکھتے ہیں" (ص ۱۳)

"اس میں کوئی فرقہ دارانہ تصورات نہیں ہیں"۔ (ص ۵۰)

اب دوسرا رخ :-

" امام خمینی نے اپنے استدلال کے لیے شیعہ مآخذ ہی سے رجوع کیا ہے۔ چونکہ وہ خود شیعہ ہیں اور ان کا خطاب بھی شیعہ عوام اور اہل علم سے ہے، اس لیے ان کا شیعی مآخذ سے استدلال ایک فطری بات ہے"۔ (ص ۱۰۲۔ حاشیہ)

اس پورے نوٹ میں بھی اور مجموعی طور پر ابتدائی مضمونوں میں بھی امام خمینی کی وکالت اور ان کے دفاع کا انداز ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف استدلال شیعی مآخذ سے ہے، بلکہ اصطلاحات شیعی ہیں، سلف کی تمام مذکور شخصیتیں شیعی ہیں (پوری کتاب میں ابوبکرؓ وعمرؓ و عثمانؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام تک نہیں ملا) تقیہ اور غدیر خم کے قضیے چھیڑے گئے ہیں اور ایران کی اسلامی انقلابیت کہیں بھی تو شیعی سطح سے بلند نہیں ہو سکی۔ اور ملاحظہ ہو:

" امام خمینی کی یہ تحریر ان شاء اللہ اہلِ تشیع اور اہلِ سنت کے درمیان اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کا موثر ذریعہ بنے گی .... اس کتاب کے ذریعے ہم نے دونوں گروہوں کے درمیان حائل خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی ہے"۔ (ص ۲۲)

سبحان اللہ! آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ آپ لکھ دیں گے دنیا آنکھیں بند کر کے مان لے گی، خواہ آپ رات کو دن کہہ دیں۔ کتاب تو مکمل طور پر شیعہ ازم پر مبنی ہے (صرف ایک تبرا ہی اس میں کھلا کھلا موجود نہیں ہے) آپ اسے شیعہ سنی مصالحت کا نسخہ قرار دے رہے ہیں۔ چھوٹا سا ایک جملہ اور:-

" اس سیاسی جبر کے نتیجے میں خالص اسلامی تحریک زور پکڑ گئی"۔ (ص ۴۴)

راقم پوچھتا ہے، چلیے شیعی تحریک کے بجائے آپ اسلامی تحریک کہیں، مگر "خالص" کا لفظ ساتھ لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا مترجمین نے پروپیگنڈا کی کوئی ذمہ داری سنبھال رکھی ہے۔

یہ فقرہ بھی پروپیگنڈہ ہی کی نوعیت رکھتا ہے کہ:-

" ہم ایران کو اسلامی انقلاب کا ہراول دستہ سمجھتے ہیں"۔ (ص ۱۸)

یہ آخر کیا! ...... ہراول دستہ کہنے سے پہلے یہ جملہ پڑھ لیا جانا چاہیے تھا کہ:-

"ہمارے مذہب کی بنیادی تعلیمات میں یہ عقیدہ موجود ہے کہ ہمارے ائمہ کرام کو اللہ تعالیٰ کے حضور اتنا تقرب حاصل ہے کہ جسے نہ کوئی مقرب فرشتہ حاصل کر سکا اور نہ کوئی نبی مرسل۔"

نعوذ باللہ! یہ انبیا تو عمریں کھپا کر یونہی دعوت حق دیتے اور مصیبتیں اٹھاتے رہے، اللہ کے اصل محبوب و مقرب تو ائمہ کرام ہیں۔ نبوت کا تو سلسلہ بند ہو گیا مگر ولایت کا سلسلہ جاری رہا اس عبارت پر لمبا تشریحی نوٹ ایسے طرز سے لکھا گیا ہے کہ جو خاص عقیدہ بیان ہوا ہے لوگوں کی توجہ اس کی طرف نہ جانے پائے۔ حالانکہ معاملہ "بنیادی تعلیمات" کا ہے۔

امام خمینی اور انقلاب کے متعلق مجھے تھوڑے سے بہت اختلافات کے باوجود خوش گمانی تھی۔ مگر یہ کتاب ایک ایسی دستاویز ہے کہ اسے پڑھ کر میرا ذہن صاف ہو گیا ہے۔

اگر آپ بھی ایرانی انقلاب سے مرعوب نہ ہوں تو میری صاف صاف باتوں کا صاف صاف جواب لکھیے۔

ہاں، یاد آیا، ذرا ان واقعات کو بھی نگاہ میں رکھیں جو ایرانی انقلابیوں کی وجہ سے حج کے موقع پر سعودی عرب میں رونما ہوئے۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟

جواب:-

۱۔ آپ کی کئی باتیں توجہ طلب ضرور ہیں، مگر آپ نے بہت شدتِ احساس سے کام لیا ہے۔ ذرا مزاج کو اعتدال پر رکھیے۔

۲۔ کتاب زیر بحث اصلاً تو محض ایک ترجمہ ہے، جس کا مقصد خود مرتبین نے واضح کر دیا ہے کہ اسے پڑھ کر جسے جو اختلاف ہو، وہ دلائل کے ساتھ غور کرے۔

۳۔ مکتبہ المنار سے کسی کتاب کی فروخت کا انتظام ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ اس کے لفظ لفظ سے جماعت کے اربابِ حل و عقد کو سو فیصد اتفاق ضرور ہو۔

۴۔ ہمارے یہاں اس قسم کا کوئی کنٹرولنگ نظام یا سنسر نہیں ہے کہ ہمارے تمام افراد (لیڈر ہوں یا کارکن) ایک ایک فقرہ مقررہ حدود و خطوط کی پابندی میں لکھیں یا کسی بورڈ سے پاس کرائیں۔ ان کے لیے بنیادی عقیدہ، نصب العین، دستور، ضوابطِ تنظیم، تحریک کا عمومی نظامِ تربیت

اور طرزِ فکر کی عام فضا اس امر کے لیے کافی ہوتی ہے کہ وہ جو کچھ لکھیں احتیاط سے لکھیں اور بالعموم ہمارے لکھنے والے اپنا انضباط خود ہی کر لیتے ہیں۔ جن اُمور میں تفصیلی اور جزئی حد تک کوئی طے شدہ پالیسی ہو، اُن میں وہ شورائی فیصلوں کا احترام کرتے ہیں۔

لغزشیں ہر کسی سے ممکن ہیں اور قلمکاروں سے کہیں نہ کہیں لغزشِ قلم بھی ہو سکتی ہے۔ کسی تحریر میں کوئی غلط خیال بھی شامل ہو سکتا ہے اور بعض جملے اعتدال سے ہٹے بھی سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے ہاں دوست احباب توجہ دلا دیتے ہیں یا اہلِ نقد گرفت کرتے ہیں۔ عموماً ہمارے اکابر اور رفقا اپنی غلطیوں کا بے جا دفاع نہیں کرتے۔ اور حق بات کسی بھی جانب سے سُن کر اگر اپنی کسی لغزش کا علم ہو جائے تو تشکر کے ساتھ اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔ سالہا سال سے ہمارے اہلِ قلم اسی آزادانہ فضا میں بخوبی کام کرتے چلے آرہے ہیں اور کوئی بڑا ہرج پیدا نہیں ہوا۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ امام خمینی کی کتاب کے مترجمین و مرتبین، خصوصاً سید اسعد گیلانی سے براہِ راست ہی اپنے اعتراضات کا تذکرہ کرتے۔ اب تو آپ نے متعدد ایسے سوالات شامل کر دیے ہیں کہ ہمارے لیے جواب دینا لازم ہو گیا ہے۔

۵ — انقلابِ ایران کے متعلق جماعت کی پالیسی اس حد تک تو واضح رہی ہے کہ انقلابِ ایران کو حامیانہ اور ہمدردانہ نقطۂ نظر سے دیکھا جائے۔ مگر تفصیلی طور پر کوئی باقاعدہ نوٹ یا سرکلر مجلسِ شوریٰ یا امیر کی طرف سے جاری نہیں ہوا۔ ہمارے سامنے صرف یہ امر ہے کہ مختلف ممالک کی اسلامی تحریکات میں سے ایک کو اگر انقلاب لانے میں کامیابی ہوئی ہے تو چاہے کسی طرح کے اختلافات بھی ہوں، ہمیں عمومی طور پر ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے کہ مخالفِ اسلام قوتوں کے لیے فضا سازگار بنتی چلی جائے۔ اور پھر وہ موقع پا کر اپنا کاری وار کریں اور ایک تجربے کو تباہ کر دیں۔ ایسے حادثے کا اثر تمام ملتِ اسلامیہ کے لیے، خصوصاً تحریکاتِ اسلامی کے لیے حادثہ بیروت سے بھی زیادہ حوصلہ شکن ہو گا۔ پس ہم بالجملہ ایرانی انقلاب کے لیے خیرسگالی کے جذبات رکھتے ہیں۔

۶ — ایرانی انقلاب ایک بڑا واقعہ ہے اور اس میں بہت سے سبق ہیں۔ اس کے اثرات ہم تک بھی پہنچتے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں کہ ہم اس انقلاب سے ایسے مرعوب ہوں کہ اُس کی خوبیاں